کنز الایمان کا مطالعہ
مسلکِ تاویل کے تناظر میں

پروفیسر دلاور خان

پرنسپل گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن اینڈ پروفیشنل ڈیولپمنٹ سینٹر، ایجوکیشن سٹی ملیر، کراچی

جوائنٹ سیکریٹری ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، پاکستان

واٹس ایپ نمبر: 3222413267 92+

کنزالایمان کا مطالعہ مسلک تاویل کے تناظر میں

پروفیسر دلاور خاں

متشابہات سے متعلق سواد اعظم اہل سنت کے دو مسالک ہیں اوّل تفویض دوم تاویل۔ جمہور سلف اہلِ سنت کا مسلک تفویض ہے جبکہ خلف ومتاخرین کا مسلک تاویل ہے ان دونوں میں سے کسی بھی مسلک کے داعی کو جاہل، گمراہ اور غلط کہنا جائز نہیں جب کہ اس میں اول درجہ تفویض کو اور ثانوی درجہ تاویل کو حاصل ہے۔

تعریف تاویل:

امام ابو منصور ماتریدی، تاویل کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور تاویل اسے کہتے ہیں کہ چند احتمالات سے کسی ایک کو یقین کے بغیر ترجیح دینا۔(۱)

مقاصد تاویل:

تاویل کے درج ذیل مقاصد ہیں:

(الف) متشابہات کو محکمات کے مطابق ڈھالنا۔

(ب) عوام کو تجسیم کے عقیدے سے محفوظ رکھنا۔

(ج) منکرین صفات الٰہی کو مدلل جواب دینا۔

(د) فرقہ مجسمہ کا دلائل کے ساتھ تعاقب کرنا۔

(ح) اہلِ سنّت اور معتزلہ کی تاویل میں حد فاصل قائم کرنا۔

اصول تاویل:

تاویل کے درج ذیل اصول ہیں:

* جو معنی مراد لیے گئے ہیں وہ احتمالی وظنی ہیں۔
* تاویلی معنی شانِ الوہیت کے لائق ہوں۔
* قطعی اور یقینی معنی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں۔
* جو معنی لیے گئے ہیں وہ دوسری نص سے ثابت ہوں۔
* تفویض درجہ اول تاویل ثانوی میں شامل ہے۔
* صریح الفاظ میں تاویل کی گنجائش نہیں۔
* ایسی تاویل جو ضروریاتِ دین، نصوص صریحہ وحدیث صحیحہ کے خلاف ہو ہرگز قابل قبول نہیں یہ تاویل نہیں بلکہ تحریف ہے۔

جواز تاویل:

مولانا احمد رضا خاں مسلک جواز کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''بعض نے خیال کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے محکم ومتشابہ دو اقسام بیان فرما کر محکمات کو ھن ام الکتاب فرمایا کہ وہ کتاب کی جڑیں ہیں اور ظاہر ہے کہ فروع اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے تو آیت کریمہ نے تاویل متشابہات کی راہ خود بتادی اور ان کا ٹھیک معیار ہمیں سُجادیا کہ وہ درست وپاکیزہ احتمالات پیدا کرو جس سے یہ اپنی اصل یعنی محکمات کے مطابق آجائیں اور فتنہ وضلال وباطل ومحال راہ نہ پائیں۔''(۲)

ضرورت واہمیت تاویل:

آپ مسلک تاویل کی ضرورت واہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

متشابہات میں دو فرقہ ہائے باطلہ نکلے معطلہ ومشبہ، معطلہ جنہیں جہمیہ بھی کہتے ہیں یہ صفات متشابہات سے یکسر منکر ہو گئے۔۔۔ دوسری طرف انتہائے تفریط میں مشبہ آئے جنہیں حشویہ ومجسمہ بھی کہتے ہیں۔ انہوں نے صاف صاف مان لیا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ہے، جسم ہے، جہت ہے، جب یہ سب کچھ ہے تو پھر چڑھنا، اترنا، بیٹھنا، چلنا، ٹھہرنا سب خود ہی ثابت ہو گئے دونوں مردود فرقے ہوئے جنہیں قرآن عظیم نے ''فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ زَیۡغٌ'' (ان کے دِلوں میں زیغ ہے۔ت) فرمایا اور گمراہ فتنہ پرداز بتایا۔(۳)

آپ مزید لکھتے ہیں کہ تاویل میں نفع یہ ہے کہ بعض عوام کے طبائع صرف اتنی بات پر شکل سے قناعت کریں گے کہ ان کے تو خواہ مخواہ ان میں فکر کی حرص اور بڑھے گی۔ ان ابن ادم لحریص علیٰ ما منع: (انسان کو جب جس چیز سے منع کیا جائے وہ اس پر حریص ہوتا ہے۔ت) جب فکر کریں گے فتنہ میں پڑیں گے گمراہی میں گریں گے تو یہی انسب ہے کہ ان کی افکار، ایک مناسب وملائم معنی کی طرف پھیر دیں جائیں کہ فتنہ وضلال سے نجات پائیں یہ مسلک تاویل بہت سے علمائے متاخرین کا ہے کہ نظر بحال عوام کے لیے اسے اختیار کیا ہے۔(۴)

مثالِ تاویل:

مولانا احمد رضا خاں استوا کی مثالِ تاویل کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اہلِ تاویل نے استوا کے چار معنی بیان کیے

ہیں''۔

اول: استوا بمعنی قہر و غلبہ: یہ زبان عرب سے ثابت و پیدا ہے۔ عرش سب مخلوق سے اوپر اور اونچا ہے اس لیے اس کے ذکر پر اکتفا فرمایا اور مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق پر قاہر و غالب۔

دوم: استوا بمعنی علو: علو اللہ عزوجل کی صفت ہے نہ علو مکان بلکہ علو مالکیت وسلطان یہ دونوں معنی امام بیہقی نے کتاب الاسماء الصفات میں ذکر فرمائے۔

سوم: استوا بمعنی قصد و ارادہ: ثم استوائ علی العرش یعنی عرش کی طرف متوجہ ہوا یعنی اس کی آفرینش کا ارادہ فرمایا کہ اس کی تخلیق شروع کی یہ تاویل امام اہلِ سنّت امام ابوالحسن اشعری نے افادہ فرمائی۔

چہارم: استوا بمعنی فراغ و تمامی کار: یعنی سلسلہ خلق و آفرینش کو عرش پہ تمام فرمایا اس سے باہر کوئی چیز نہ پائی، دنیا اور آخرت میں جو کچھ بنایا اور بنائے گا دائرہ عرش سے باہر نہیں کہ وہ تمام مخلوق کو حاوی ہے قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے جو قرآن سے ہو استوا بمعنی تمامی خود قرآن عظیم میں ہے قال اللہ تعالیٰ: ''وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰٓى'' جب اپنی قوت کے زمانے کو پہنچا اور اس کا شباب پورا ہوا اسی طرح قولہ تعالیٰ: ''کذرع اخرج شطأہ فازرہ فاستغلظ فاستوئ علیٰ سوقہٖ'' جیسے پورا کہ اس کا خوشہ نکلا تو اس کو بوجھل کیا تو وہ موٹا ہوا تو وہ اپنے تنے پر درست ہوا(ت)۔(۵)

سواد اعظم اہلِ سنّت کے مسلک تاویل کی مختلف جہات کا مطالعہ کرنے کے بعد اس حقیقت کی طرف آتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان نے اس مسلک کا علمی اطلاق کنزالایمان میں کس طرح کیا اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(1)۔ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ(۶)

(1.1)۔ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کی۔

(1.2)۔ہم اللہ کے مددگار ہیں۔

(1.3)۔ہم ہیں اللہ کے مددگار۔

(1.4)۔ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ۔

اس آیت کا ظاہری مفہوم جو ان تراجم میں لیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے اللہ تعالیٰ کسی کی مدد کا محتاج نہیں ایسی صفت اللہ تعالیٰ سے منسوب کرنا صریح آیات کے خلاف ہے جیسے ''اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' مذکورہ بالا آیت متشابہات میں سے اس لیے اس آیت کا ترجمہ مسلک تاویل کے تحت ایسا کیا جائے کہ صریح آیت کے خلاف بھی نہ ہو اور محکمات کا موید بھی ہو۔

اس تناظر میں مولانا احمد رضا اس آیت کا مطالعہ کرتے ہیں کہ آیا یہ آیت محکمات میں سے یا متشابہات میں ہے۔ جب اس حقیقت کا تعین کر لیتے ہیں کہ اس آیت کا شمار متشابہات میں ہے اس کا ترجمہ کرنے کے لیے اہلِ سنّت کے دو مسالک ہیں مسلک تفویض، مسلک تاویل، دونوں مسالک اہلِ سنّت کے حق ہیں آپ یہاں مسلک تاویل کے تحت یوں ترجمہ کرتے ہیں۔ ''ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں''

مذکورہ تراجم سے قاری یہ تاثر لے سکتا ہے کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کی مدد کا محتاج ہے۔ مگر مولانا احمد رضا خاں نے مسلک تاویل کے تحت ایسے مرادی معنی لیے کہ اس گمراہ کن فکر پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خط تنسیخ کھینچ دیا۔ اور امتِ مسلمہ کی اس ترجمے کے ذریعے صحیح رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ کہ حضرت عیسی کے حواری، اللہ کے مددگار نہیں ہو سکتے بلکہ وہ اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔

(2)۔ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ۔(۷)

مولانا احمد رضا خاں اس آیت کے ''یَدُ اللّٰهِ'' کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ید اللہ کے معنی ظاہر اگر لیں تو اس کا ہاتھ مانا اور جب ہاتھ ہوا تو جسم بھی ہوا اور ہر جسم مرکب اور مرکب اپنے وجود میں اپنے ان اجزا کا محتاج ہے جن سے وہ مرکب ہے، جب تک وہ موجود نہ ہولیں یہ موجود نہیں ہو سکتا تو خدا کا محتاج ہونا لازم آیا اور ہر محتاج حادث اور کوئی حادث قدیم نہیں اور قدیم نہ ہو خدا نہیں ہو سکتا تو سرے سے الوہیت ہی کا انکار ہو گیا اس سے ثابت ہوا کہ ''یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ'' محکم نہیں متشابہ(۸)۔ آپ مسلک تفویض و تاویل کے تحت دعوت فکر دیتے ہیں کہ ''یَدُ'' و ''وجہ'' و ''عین'' و ''ساق'' و ''استوا'' و ''ایتان'' و ''نزول'' وغیرھا ان میں تاویل کیجئے تو راہ روشن اور تفویض کیجئے تو سب سے احسن۔(۹)

(3)۔ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ۔(۱۰)

(3.1)۔اس میں اپنی بے بہا چیز یعنی روح پھونک دی۔

(3.2)۔اور اس میں اپنی جان ڈال دوں

(3.3)۔اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھوک دوں

ان تراجم میں بھی مترجمین نے مذکورہ آیت کو محکمات کے درجے میں رکھ کر صریح ترجمہ کر دیا جس سے وہم پیدا ہوتا کہ اللہ

تعالیٰ نے اپنی جان (روح) کیسے ڈال دی۔ کیا وہ روح حادث تو نہیں۔ کیا روح اللہ تعالیٰ سے جدا ہو سکتی ہے۔ اسی لیے مولانا احمد رضا خاں آیت کو متشابہ کے درجے میں رکھتے ہوئے تاویلی و مرادی ترجمہ کرتے ہیں تاکہ مذکورہ تراجم سے اٹھنے والے تمام اعتراضات کا خاتمہ ممکن ہو سکے اور ترجمے میں شان تقدیس بھی برقرار رہے۔ آپ اس آیت کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں"

اس ترجمہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جان نہیں ڈالی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تخلیق شدہ ایک معزز روح پھونکی۔ جمل میں ہے "من روحی من زائدۃ او تبعیضۃ ای نفخت فیہ روحاھی بعض الارواح التی خلقھا ای ادخلتھا واجریتھا"۔

"ومن روحی میں من زائدہ ہے یا تبعیضیہ ہے یعنی میں اس میں روح ڈال دوں جو میرے تخلیق شدہ ارواح کا بعض ہوگا۔ (۱۱)

پس معلوم ہوا کہ مولانا احمد رضا خاں کا ترجمہ مسلک تاویل کی عکاسی کر رہا ہے اور دیگر تراجم پر اٹھنے والے خدشات کا مؤثر جواب بھی ہے۔

(5)۔ان ربك لبالمرصاد۔(۱۲)

(5.1)۔بے شک تیرا رب لگا ہے گھات میں۔

(5.2)۔بے شک تیرا خداوند گھات میں رہتا ہے۔

(5.3)۔بے شک تمہارا پروردگار گھات میں ہے۔

(5.4)۔حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب گھات لگائے ہوئے ہے۔

اس آیت کا ترجمہ کرنے سے پہلے ضروری کہ اس حقیقت کا تعین کر لیا جائے کہ گویا یہ آیت محکمات میں سے ہے یا متشابہات میں سے ہے اگر اس تعین کا فہم مترجم ہو جاتا ہے تو اس کا ترجمہ کرنا آسان ہوگا۔ اس کے ادراک کے لیے ضروری ہے کہ پہلے "گھات" کا فہم حاصل کیا جائے۔ گھات اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کوئی شخص کسی کے انتظار میں اس غرض کے لیے چھپا بیٹھا ہو کہ جب وہ زد بر آئے تو اسی وقت اس پر حملہ کر دے۔ جس کے انتظار میں وہ بیٹھا ہوتا ہے۔ اس کی کچھ خبر نہ ہو تاکہ اس کی خبر لینے کے لیے کون کہاں چھپا ہوا ہے انجام سے غافل، بے فکری کے ساتھ وہ اس مقام سے گذرتا ہے اور اچانک شکار ہو جاتا ہے۔ گھات کے اس مفہوم کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ پر "گھات" کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اس کا کوئی معین مکان نہیں۔ نہ ہی وہ کسی گذر گاہ میں بیٹھا ہے نہ وہ کسی کے انتظار میں ہے اور نہ ہی اسے کسی پر اچانک حملہ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ حاجت۔ اللہ تعالیٰ اپنے لامتناہی علم سے سرکشوں کی سرکشی کا بھرپور احاطہ کئے ہوئے ہے وہ ہر شے پر قادر ہے اس لیے اس آیت کا صریح ترجمہ "گھات" منسوب الی اللہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے۔ یہی نہیں بلکہ درج ذیل آیات محکمات کے بھی خلاف ہے:

(الف)۔اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔(۱۳)

(ب)۔وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔(۱۴)

(ج)۔وَاَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔(۱۵)

(د)۔اللّٰہَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔(۱۶)

پس معلوم ہوا کہ مذکورہ آیت کا تعلق محکمات میں سے نہیں اس لیے یہاں اس کا صریح ترجمہ نہیں ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ مترجمین نے کیا ہے یہی وجہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں اس آیت کو محکمات کے درجے میں رکھنے کی بجائے متشابہات کے درجے میں رکھتے ہوئے مسلک تاویل کے تحت اس کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں"

یہ ترجمہ آیت محکمات کی عکاسی کرتا ہے تقدیس الٰہی کا مظہر بھی ہے اور مسلک تاویل کا مدید بھی۔

(6)۔قُلِ اللّٰہُ اَسْرَعُ مَکْرًا۔(۱۷)

(6.1)۔کہہ دے اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلے۔

(6.2)۔تو کہہ اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلہ۔

(6.3)۔کہہ دو خدا بہت جلد حیلہ کرنے والا ہے۔

(6.4)۔اللہ بہت کرنے والا ہے مکر۔

(6.5)۔ان سے کہو اللہ اپنی چال میں تم سے زیادہ تیز ہے۔

(7)۔وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ۔(۱۸)

(7.1)۔اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا مکر سب سے بہتر ہے۔

(7.2)۔(یعنی یہود قبل عیسیٰ کے بارے میں) آپ چال چلے اور خدا بھی (عیسیٰ کو بچانے کے لیے) چال چلا۔

(7.3)۔اور خدا خوب چال چلنے والا ہے۔

(7.4)۔اور مکر کیا انہوں نے یعنی کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہتر مکر کرنے والا ہے۔

(8)۔ وَیَمۡکُرُوۡنَ وَیَمۡکُرُ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ خَیۡرُ الۡمٰکِرِیۡنَ۔(۱۹)

(8.1)۔ اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔

(8.2)۔اور وہ فریب کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا تھا اور اللہ کا فریب سب سے بہتر ہے۔

(8.3)۔ادیر تو وہ چال چل رہے تھے اور ادیر خدا چال چل رہا تھا اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

(8.4)۔اور مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ اور اللہ نیک مکر کرنے والا ہے۔

ان آیات کے مطالعہ سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے ان کا تعلق متشابہات سے ہے اس کا ترجمہ یا تو مسلک تفویض کے تحت ہونا چاہیے یا مسلک تاویل کے تحت۔ مگر مترجمین نے ”مکر“ کا صریح ترجمہ کرکے اسے اللہ تعالیٰ سے منسوب کر دیا جو آیات محکمات کے بالکل خلاف بھی اور تحریف معنوی بھی۔ اس لیے مذکورہ تراجم فرقہ مجسمہ کے ترجمان تو ہو سکتے ہیں مگر سوادِ اعظم اہلِ سنّت کے نہیں ہو سکتے۔

اس پسِ منظر میں مولانا احمد رضا خاں اس آیات کو متشابہات کے درجے میں رکھتے ہیں اور ان کا ترجمہ مسلک تفویض کی بجائے مسلک تاویل کے تحت کرتے ہیں تاکہ عوام کو فرقہ مجسمہ کی گمراہی سے محفوظ رکھا جائے۔ آپ کے سامنے ”مکر“ کے تمام احتمالات موجود تھے آپ نے اس کی ایسی تاویل کی جو اللہ تعالیٰ کی شان کی عکاس ہے۔

✧ ۔قُلِ اللّٰہُ اَسۡرَعُ مَکۡرًا۔

✧ ۔فرما دو اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے۔

✧ ۔وَ مَکَرُوۡا وَ مَکَرَ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ خَیۡرُ الۡمٰکِرِیۡنَ۔

✧ ۔اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر تدبیر والا ہے۔

✧ ۔وَیَمۡکُرُوۡنَ وَیَمۡکُرُ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ خَیۡرُ الۡمٰکِرِیۡنَ۔

✧ ۔وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔

آپ نے اپنے ترجمے میں دیگر مترجمین کی طرح حیلہ، داؤ، فریب، چال اور مکر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی بلکہ آپ نے مکر کی تاویل ”خفیہ تدبیر“ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کی جس کی تائید دیگر تفاسیر کے ساتھ ساتھ تفسیر جلالین سے بھی ہوتی ہے۔

”ویمکر اللہ بھم تبدبیر“

اللہ کے مکر سے مراد تدبیر ہے۔

آپ نے ان آیات کا ایسا ترجمہ کرکے نہ صرف امت مسلمہ کو فرقہ مجسمہ کے گمراہ کن اثرات سے محفوظ رکھا بلکہ سوادِ اعظم اہلِ سنّت کے مسلک تاویل کا بھی حق ادا کر دیا۔

نتیجہ: اس تحقیق سے یہ نتائج برآمد ہوکے ہیں:

✶ مولانا احمد رضا خاں ترجمہ کرتے وقت آیات محکمات اور متشابہات کا لحاظ رکھتے ہیں۔

✶ متشابہات کا صریح ترجمہ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

✶ محکمات میں تاویل کے قائل نہیں۔

✶ متشابہات کا ترجمہ کرتے وقت اول درجہ میں مسلک تفویض اور درجہ ثانوی میں مسلک تاویل پیشِ نظر رکھتے ہیں۔

✶ آپ متشابہات کی تاویل اس طرح کرتے ہیں کہ انہیں محکمات کی تائید حاصل ہو۔

✶ آپ تاویل کو درجہ یقینی کی بجائے درجہ ظن میں شمار کرتے ہیں۔

✶ تاویل کے ذریعے تطبیق الآیات کا بھی فریضہ سرانجام دیا گیا ہے۔

✶ تاویل کے ذریعے تقدیس الٰہی کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا گیا ہے۔

✶ تاویل کے ذریعے مجسمہ اور مشبہہ فرقوں کے عقائد کی اصلاح کی گئی ہے۔

✶ زیرِ مطالعہ تراجم پر اٹھنے والے تمام اعتراضات کا علمی و تحقیقی انداز میں جواب دیا گیا ہے۔

✶ کنزالایمان سوادِ اعظم اہلِ سنّت کے مسلک تاویل کا موید ہے۔

✶ آیات کے تراجم کو مستند مفسرین کے اقوال کی تائید حاصل ہے۔

مصادر و مراجع:

(۱)۔ محمد حنیف رضوی، مولانا، جامع الاحادیث، جلد 8، ص 5، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور۔
(۲)۔ احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۹، ص ۱۲۴، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔
(۳)۔ نفسِ مصدر سابق، ص ۱۳۷۔
(۴)۔ نفسِ مصدر سابق، ص ۱۲۴۔
(۵)۔ نفسِ مصدر سابق، ص ۱۲۶۔
(۶)۔ سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن، آیت ۵۲۔
(۷)۔ سُوْرَةُ الْفَتْح، آیت ۱۰۔
(۸)۔ مصطفٰے رضا خاں مفتی اعظم ہند، الملفوظ معروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۵۱۳، مکتبہ المدینہ، دعوتِ اسلامی، کراچی۔
(۹)۔ احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۹، ص ۱۷۹، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔
(۱۰)۔ سُوْرَةُ الْحِجْر، آیت ۲۹۔
(۱۱)۔ عبد الرزاق بھتراوی، مولانا، تسکین الجنان فی محاسن کنز الایمان، ص ۲۱۱، مطبوعہ ضیاء العلوم پبلیکیشنز، راولپنڈی۔
(۱۲)۔ سُوْرَةُ الْفَجْر، آیت ۱۴۔
(۱۳)۔ سُوْرَةُ الْبَقَرَة، آیت ۲۰۔
(۱۴)۔ سُوْرَةُ قٓ، آیت ۱۶۔
(۱۵)۔ سُوْرَةُ الْمَآىِٕدَة، آیت ۹۷۔
(۱۶)۔ سُوْرَةُ التَّوْبَة، آیت ۷۸۔
(۱۷)۔ سُوْرَةُ یُوْنُس، آیت ۲۱۔
(۱۸)۔ سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن، آیت ۵۴۔
(۱۹)۔ سُوْرَةُ الْاَنْفَال، آیت ۳۰۔